© rasailojaraid.com

عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (۲)

تالیف و ترجمہ: قاضی محمد رویس خان ایوبی۔ ضلع مفتی، میرپور، آزاد کشمیر

ارشاد باری تعالی ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (۱)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کی تم پر تکمیل کردی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کرلیا

خدا وند کریم نے سابقہ تمام ادیان کو منسوخ فرما دیا اور شریعت اسلامیہ کو عوام کے تمام حقوق کی نگہبان و محافظ بنایا۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ شریعت اسلامیہ کا مکمل نفاذ اقتدار کامل کے بغیر ناممکن ہے۔ اور یہ اقتدار اعلیٰ صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ایک مکمل اسلامی ریاست صفحہ ارض پر موجود ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سربراہ مملکت کو پبلک کے حقوق کی حفاظت اور ظلم کے خلاف موثر کاروائی کا ذمہ دار ٹھرایا اور اس کے فرائض میں یہ امر سر فہرست رکھا گیا کہ حاکم دولت اسلامیہ میں حدود اللہ نافذ کر کے معاشرے کو ظلم و فساد سے پاک کرے۔ ارشاد خدا وندی ہے "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون" (۲) ترجمہ۔ اور جو خدا وند قدوس کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فساق میں سے ہے

لفظ "یحکم" اگرچہ عام ہے لیکن آیت بالا میں اسکا مصداق اسلامی نظام عدل کا قیام ہے گویا حاکم وقت کا فرض ہے کہ وہ صرف اور صرف حکم الہٰی کے مطابق فیصلے کرے اپنی ذاتی خواہشات کو نفاذ قانون اسلامی کیلئے سد راہ نہ بننے دے۔ ظلم و تعدی سے اجتناب کرے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلامی نظام عدل اسلامی ریاست کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اسکے بغیر نہ تو لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ نہ عزت و عصمت اور جان و مال کا تحفظ ممکن ہے

جس ریاست میں لوگوں کی عزت و آبرو محفوظ نہ ہوں جہاں انسانی حقوق کا تحفظ نہ ہو، ایسی ریاست اسلامی ریاست نہیں کہلا سکتی، ظلم ریاست کی تباہی اور بربادی کا سب سے بڑا سبب ہے

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نظام عدل کی اہمیت کو جا بجا واضع کیا اور اسے خود مختار ادارے کی حیثیت دی اسکے لئے ایسے اصول و ضوابط متعین فرمائے جنکی مثال انسانی قوانین میں ملنی محال ہے۔ ان قواعد کا مفصل تزکرہ "حکام کی عدالتی معاملات میں مداخلت" کی بحث میں آئیگا۔ مختصر تعارفی تمہید کے بعد اب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود اور آپ کے مقدس خلفاء "رضوان اللہ علیہم اجمعین" کے دور کے عدالتی نظام کا ذکر کروں گا

اسلام کے دور اول کا عدالتی نظام

گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ خدا وند کریم نے حضورؐ کو آخری رسول کی حیثیت سے مبعوث فرما کر سلسلہ نبوت و رسالت پائیہ تکمیل کو پہنچا دیا، چونکہ آپ خاتم الانبیاو الرسل ہیں اس لئے آپ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسالت و نبوت کسی ایک قوم کیلئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو بھی یہی ہدایت فرمائی ہے کہ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے " **وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک**" (۳)

امام جلالی الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے پہلے حضورؐ کو اختیار تھا کہ یہود کے تنازعات کا فیصلہ فرمائیں یا انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں(۴)

آیت بالا ایک یہودی مقتول کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہودیوں کے سردار کعب بن اسید عبداللہ بن صوریا، شاس بن قیس دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے محمدؐ آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں میں بلند مقام کے حامل ہیں اور ان کے لیڈر اور سردار ہیں۔ اگر ہم آپ کی اطاعت کرلیں تو تمام یہودی اطاعت کرتے ہوئے آپ کے پیروکار بن جائیں گے۔ اور وہ ہماری مخالفت نہیں کر سکتے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک جھگڑا کھڑا ہوگیا ہے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس تنازعہ کا فیصلہ کریں، تاہم فیصلہ مخالف پارٹی کے خلاف ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں ہم آپ پر ایمان لانے کیلئے تیار ہیں۔ حضورؐ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا کہ خبردار ان کی خواہشات کو مد نظر نہ رکھیئے۔ بلکہ اسلام کے احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ یہ لوگ کہیں آپ کو اس طرح کی پیش کش کر کے آزمائش میں نہ ڈال دیں

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام بھی اس بات کے پابند ہیں کہ وہ صرف ان احکام کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں۔ عدل و انصاف کے سلسلہ میں کسی قسم کے معاشرتی جاہ و جلال یا فریقین کی عظمت مال و منال کا خیال نہ رکھیں۔ کیوں کہ عدل و انصاف کا قیام اور قوانین خداوندی کے مطابق فیصلہ کا نفاذ عین منشا خداوندی ہے۔ اور احکام الٰہیہ کا جز ولاینفک ہے

اس طرح ہر وہ شخص جو ریاست اسلامی کا سربراہ ہو اس پر یہ واجب ہے کہ وہ اسلام کے نظام عدل کو نافذ کرے۔ کیوں کہ وہ ریاست میں خدا کا نمائندہ ہے اور اسے خدا کے احکام کی پیروی کرنا ضروری ہے

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جناب نبی کریمؐ نے اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے نہ صرف مبلغ رسالت کے فرائض انجام دئے بلکہ میدان جنگ میں بطور سپہ سالار، میدان عدل میں بطور قاضی، میدان سیاست میں بطور سیاست کار، بھی آپؐ نے فرائض انجام دئے۔ حضورؐ کی ذات میں تمام اختیارات مرتکز تھے، عدل و انصاف کے سلسلہ میں آپؐ نے بزریعہ وحی اور بزریعہ اجتہاد فیصلے صادر فرمائے۔ آئندہ سطور میں ہم حضورؐ کے بعض فیصلے بطور نمونہ ذکر کریں گے، تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب عدالت "Mathod of Judgment" کیسا تھا۔اور کس طرح آپ نے عدل و مساوات کا پرچم بلند فرمایا

۱۔ عائلی تنازعہ میں حضورؐ کا فیصلہ

عبدالرحمن اور مجمع بن یزید بن جاریہؓ سے روایت ہے(۵) خنساء بنت خزام انصاریہؓ کہتی ہیں کہ میرے والد نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میری مرضی کے بغیر شادی کر دی "واضح ہو کہ خنساء ثیب تھی" میں نے حضورؐ سے شکایت کی چنانچہ حضور نے نکاح منسوخ کر دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرضی کے خلاف جبکہ عاقلہ بالغہ ہو باپ کو بھی شادی کر کے دینے کا اختیار نہیں یہ ہے وہ خود مختاری اور آزادی اظہار کا تحفہ جو اسلام نے اس معاشرے کی خواتین کو دیا جس میں خاتون کو باعث ننگ و عار ہی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اسے زندہ درگور کرنا قابل فخر سمجھا جاتا تھا اور ایسے باپ کو غیرت مند سمجھا جاتا تھا' اس طرح اسلام نے عورت کو پستی سے اٹھا کر بلندی تک پہنچایا

۲۔ نان و نفقہ کے بارے میں فیصلہ

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (۷) فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنتؓ عتبہ بن ربیع "ابوسفیان کی بیوی "حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی آیا رسول اللہؐ اس روئے زمین پر مجھے آپ کے گھرانے سے زیادہ بدتر گھرانہ کوئی اور نہ محسوس ہوتا تھا۔ لیکن ایمان لانے کے بعد اب میرے نزدیک پوری کائنات میں آپ کے گھرانے سے زیادہ معزز گھرانہ کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ پھر یوں گویا ہوئی' ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے اور مجھے خرچ نہیں دیتا' کیا میں چوری چھپے اس کے مال سے اسی کے عیال کو پال سکتی ہوں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں مگر معروف طریقے سے "یعنی زیادتی نہ کرنا"

اسی طرح حضورؐ نے مار کٹائی 'قصاص 'مالی معاملات 'میں بھی متعدد فیصلے فرمائے جب اسلامی ریاست کی حدود وسیع ہو گئیں۔ اور اسکا رقبہ طویل سے تر ہوتا چلا گیا' تو حضورؐ نے بنفس نفیس فریضہ قضاء ادا کرنے کے بجائے قاضی مقرر کیے انتظامی امور کی انجام دہی کیلئے گورنر اور مالیات کے محاسبین 'کلکٹرز "محصلین" مبلغین کی تقرری فرمائی ان حضرات میں سے بعض کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں (۸)
معاذ بن جبلؓ علی بن ابی طالبؓ (۹) ابو موسی اشعریؓ (۱۰) عتاب بن اسیدؓ (۱۱) اسی طرح سعدؓ (۱۲) بن معاذ کو آپ نے بنو قریضہ کے فتنے میں جج کے فرائض سونپے 'حضورؐ اپنے تمام عمال اور اعیان حکومت اور قضاہ کو ہدایات دیتے 'اور عدل کے بنیادی اصول واضح فرماتے۔ زید بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے بھیج رہے ہیں میں تو ایک نوجوان انسان ہوں۔ (یعنی میں نو عمری میں اس منصب کے فرائض کیسے انجام دونگا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور دعا فرمائی "یا اللہ اسکے دل اور زبان کو راہ راست پر چلا اسے صحیح راستہ دکھا کر صحیح بات کہنے کی توفیق دے" پھر آپ نے فرمایا' علی حالت غیظ و غضب میں مت فیصلہ کرنا۔ فریقین میں سے کسی کا تحفہ مت قبول کرنا۔ فریقین میں سے کسی ایک کی دعوت مت کرنا۔ جاؤ خدا تمہاری راہ نمائی فرمائے۔ اور تمہاری زبان کو حق کیلئے قائم و ثابت فرمائے (۱۳)

اس حدیث مبارک میں عدلیہ کے لیے تین بنیادی ضوابط متعین فرماتے گئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ جج کو فیصلہ کرتے وقت، سماعت مقدمہ کے وقت کسی نفسیاتی دباؤ کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔ بہت زیادہ غصہ، غم، بہت زیادہ مسرت و شادمانی، یہ تمام نفسیاتی کیفیات فیصلے پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں جج کو معتدل مزاج، ہونا ضروری ہے۔

۲۔ جج قاضی کسی بھی شخص سے جس سے اسکی سابقہ دوستی نہ ہو، نیز فریقین میں سے کسی سے کوئی ہدیہ، تحفہ (Gift) قبول نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ اسطرح اسکی پوزیشن مشکوک ہو جائیگی اور عدل اسلامی کے تقاضے پورے نہ ہو سکیں گے، حکام کو تحفے دنیا رشوت کی مہذب شکل ہے۔

۳۔ جج / قاضی فریقین میں سے کسی کی مہمان نوازی نہ کرے، اور نہ ہی ان میں سے کسی کی دعوت قبول کرے۔ کیوں کہ اسطرح اس کی غیر جانبداری مشکوک ہو جائیگی۔

فقہاء کرام نے اسلامی نظام عدل کو ہر قسم کے شک شبہ سے بالا تر رکھتے اور عدالتی فیصلوں کو انصاف کامل کا ذریعہ بنانے کیلئے حالت غضب میں فیصلہ کی شرعی حیثیت، ہدیہ اور تحفہ کی وصولی، دعوتوں میں شرکت، عام سماجی تعلقات پر مفصل بحث کی ہے۔ (ان شاء اللہ العزیز کتاب کے باب دوم میں ان موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈال جائیگی۔

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، کو اسلامی عدل کے قیام اور اسکی معاشرے میں صحیح تنفیذ کیلئے مختلف مواقع پر ہدایات جاری فرمائیں۔

حوالہ جات

(۱) المائدہ :۔ ۳ ۔ (۲) المائدہ :۔ ۴۷ ۔ (۳) المائدہ :۴۹۔ (۴) جلال الدین سیوطیؒ ۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۲/ ۲۵۸ ۔ نیز دیکھئے الخازن ۲ /۶۱ ۔ ابن العربی ۔ احکام القرآن ۳ / ۶۳۲۔ دیکھئے حاشیہ نمبر۵، الشریعۃ، شمارہ نمبر۹، ۱۰ بابت جون / جولائی ۔ ہمارے مقالہ کی قسط اول ۔ (۵) صحیح البخاری ۶ / ۱۳۵ ۔ کتاب النکاح۔ (۶) صحیح بخاری ۱۹/۸ ۔ باب ۔ "کیا قاضی ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتا ہے؟" کتاب الاحکام صحیح مسلم مع النوری ۱۲/ ۷

(۷) حوالہ بالا ۸ / ۱۱۲ ۱۲۰ / ۹، المستدرک ۲ / ۱۵، ۲ / ۱۵، ۴ / ۳۳ ۷ سنن ابی داؤد ۳ / ۳۰۴

(۸) ان کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق تھا تمام اہم معرکوں میں حصہ لیا ۱۷ھ میں طاعون سے شام میں وفات پائی، (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

(۹) نبی کریم کے چچا زاد بھائی چوتھے خلیفۃ راشد، فاطمۃ الزہرا کے خاوند حسین کے والد سنہ ۴۰ ھ میں ایک ملعون شخص عبدالرحمن بن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ حوالہ کیلئے دیکھئے الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۲/ ۵۰۷ ۔ الاصابۃ ۴ / ۱۷۳

(۱۰) ان کا نام عبداللہ بن قیس تھا مکہ میں اسلام لائے، ہجرت حبشہ میں شامل تھے ۵۲ء میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا۔

(۱۱) عتاب بن اسید تاریخ اسلام کا پہلا شخص جو گورنر مکہ کے منصب پر فائز ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک تک آپ گورنر کے منصب پر فائز رہے۔ دیکھئے طبقات بن سعد

© rasailojaraid.com